فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

"تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے" (ترجمہ شیخ الہند)

فتاویٰ یسئلونک

آپ کے مسائل کا شرعی حل

رئیس دار الافتاء حضرت مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب

شمارہ 169 | جمعۃ المبارک 24 ذی القعدہ 1443ھ 24 جون 2022ء

اس شمارے میں شامل فتاویٰ جات

- مشترکہ جانور کی ٹانگ ٹوٹ جانے کی صورت میں قربانی کا حکم
- قربانی کا جانور خرید کر اس کے حصص کی بیع کرنا
- حرام کام میں شراکت رکھنے والوں کی کمپنی میں نوکری کا حکم

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہہ جمع کروائیں۔
- ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

زیر اہتمام: فقہ اکیڈمی کراچی C-335، بلاک-1، گلستان جوہر، بالمقابل جامعہ کراچی، یونیورسٹی روڈ، کراچی، پاکستان۔

مشترکہ جانور کی ٹانگ ٹوٹ جانے کی صورت میں قربانی کا حکم

سوال: ایک بڑے جانور کو قربانی کے لیے چار مالدار آدمیوں اور تین غریب آدمیوں (جن پر قربانی واجب نہیں تھی) نے مل کر قربانی کے لیے خرید لیا، حصے متعین ہو گئے، دو دن بعد حادثاتی طور پر جانور کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے، اب اس جانور میں شریک مالدار اور غریب کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: واضح رہے کہ اگر فقیر قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لے تو وہ جانور قربانی کے لئے متعین ہوجاتا ہے اور فقیر پر اسی جانور کی قربانی لازم ہوتی ہے چاہے وہ ایام قربانی تک صحیح سالم رہے یا اس میں کوئی ایسا عیب پیدا ہوجائے جو قربانی سے مانع ہو۔ پورے جانور میں سے ایک حصہ خرید لینے کا بھی یہی حکم ہے۔ لہذا صورت مسئولہ میں تین غیر صاحب نصاب آدمیوں نے جس جانور میں حصہ لیا اس کے عیب دار ہوجانے کے باوجود ان تینوں پر اسی جانور کی قربانی لازم ہے البتہ اس جانور کے عیب دار ہوجانے کی وجہ سے صاحب نصاب شرکاء کی قربانی درست نہیں۔ لہذا اصحاب نصاب شرکاء پر لازم ہے کہ وہ اپنی قربانی کے لیے کوئی نیا جانور خریدیں یا کسی دوسرے جانور میں شریک ہوجائیں۔

(وفقير) عطف عليه (شراها لها) لوجوبها عليه بذلك حتى يمتنع عليه بيعها (قوله لوجوبها عليه بذلك) أي بالشراء وهذا ظاهر الرواية لأن شراءه لها يجري مجرى الإيجاب وهو النذر بالتضحية عرفا كما في البدائع. (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٦/ ٣٢١)

وفي ظاهر الرواية يتعين للأضحية بالشراء؛ لأن الشراء من الفقير بنية الأضحية بمنزلة النذر عرفا، وعادة. (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشلبي (٦/ ٧)

(ولو) (اشتراها سليمة ثم تعيبت بعيب مانع) كما مر (فعليه إقامة غيرها مقامها إن) كان (غنيا، وإن) كان (فقيرا أجزأه ذلك) وكذا لو كانت معيبة وقت الشراء لعدم وجوبها عليه بخلاف الغني ، ولا يضر تعيبها من اضطرابها عند الذبح وكذا لو ماتت فعلى الغني غيرها لا الفقير. (رد المحتار (٢٦/ ٢٥٤)

قربانی کا جانور خرید کر اس کے حصص کی بیع کرنا

سوال: قربانی کے ایام میں زید بطور کاروبار جانوروں کو لاتا ہے اور اس میں حصص متعین کرکے ایک قیمت کا اعلان کرتا ہے مثلاً ایک حصے کی قیمت دو ہزار روپے، اس طرح سے قربانی کروانے والے حضرات زید کے پاس جاکر جانور اور قیمت دیکھ کر کسی ایک جانور میں اپنے حصے کو متعین کرلیتے ہیں بسا اوقات کل قیمت جمع کردیتے ہیں اور کبھی کبھار کچھ رقم ادھار بھی ہوجاتی ہے۔ جو بعد میں مل جاتی ہے اور بعض حضرات پہلے ہی بغیر جانور دیکھے صرف قیمت کے اعلان پر اپنا حصہ بک کردیتے ہیں اور قیمت بھی ادا کردیتے ہیں اور یہی حضرات کبھی کبھار جانور دیکھ کر اپنی پسند کا حصہ لے لیتے ہیں۔

اب ان تمام صورتوں میں کون سی صورت درست ہے اور کون سی نہیں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

نوٹ زید یہ پورا کام بطور تجارت کرتا ہے جس میں دس ہزار کے خریدے ہوئے جانور کی قیمت اپنے طور پر تیرہ ہزار لگاتا ہے جس میں چند دن جانور کے کھلانے پلانے کا رکھ رکھاؤ اور جانور کی کٹائی وغیرہ سب شامل ہوتی ہے، اس طرح تیرہ ہزار میں اس کو کم از کم ایک ہزار یا اس سے کچھ کم، یا زیادہ پیسے بچ جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا صورت کا کیا حکم ہے؟ ان مسائل میں ہماری رہنمائی فرمائیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں تجارت جائز ہونے کے لیے یہ صورت اختیار کی جائے کہ زید ایک سائز کے جانور خرید کر لائے اور ان پر نمبر وغیرہ لگادے، جانور نمبر ا۔ ۲۔ ۳۔ وغیرہ، جس میں قصائی کی اجرت اور باقی تمام اخراجات شامل کرکے جانور کی قیمت فروخت مقرر کرکے فی حصہ قیمت متعین ہوجائے۔ اس کے بعد جو لوگ قربانی میں شرکت کرنا چاہتے ہیں ان کو جانوروں کے حساب سے نمبر الاٹ کیے جائیں، پھر قربانی کے دنوں میں جانور ذبح کرکے ہر شریک کو اس

کے نمبر کے جانور کا گوشت حوالے کیا جائے۔ اس کے لیے قربانی کے دنوں میں مستند علماء سے رہنمائی لی جائے، تاکہ جانوروں کی خریداری سے لے کر قربانی سے فراغت تک تمام امور شریعت کے مطابق انجام دیے جائیں۔ اس طرح قربانی کی عظیم عبادت شریعت کے مطابق انجام پائے۔ مناسب ہوگا کہ کسی مفتی صاحب کو نگران مقرر کرلیا جائے۔

قال: «ولو اشترى بقرة يريد أن يضحي بها عن نفسه ثم اشترك فيها ستة معه جاز استحسانا» وفي القياس لا يجوز، وهو قول زفر لأنه أعدها للقربة فيمنع عن بيعها تمولا والاشتراك هذه صفته. وجه الاستحسان أنه قد يجد بقرة سمينة يشتريها ولا يظفر بالشركاء وقت البيع، وإنما يطلبهم بعده فكانت الحاجة إليه ماسة فجوزناه دفعا للحرج، وقد أمكن لأن بالشراء للتضحية لا يمتنع البيع، والأحسن أن يفعل ذلك قبل الشراء ليكون أبعد عن الخلاف (الهداية في شرح بداية المبتدي (٤/ ٣٥٦)

(وصح) (اشتراك ستة في بدنة شريت لأضحية) أي إن نوى وقت الشراء الاشتراك صح استحسانا وإلا لا (استحسانا وذا) أي الاشتراك (قبل الشراء أحب، ويقسم اللحم وزنا (الدر المختار (٦/ ٣١٧)

(قوله وصح اشتراك ستة)... ولذا قال في الدرر: أي جعلهم شركاء له (قوله في بدنة شريت لأضحية) أي ليضحي بها عن نفسه هداية وغيرها، وهذا محمول على الغني لأنها لم تتعين لوجوب الضحية بها ومع ذلك يكره لما فيه من خلف الوعد... وقد قالوا إنه ينبغي له أن يتصدق بالثمن وإن لم يذكره محمد نصا، فأما الفقير فلا يجوز له أن يشرك فيها لأنه أوجبها على نفسه بالشراء للأضحية فتعينت للوجوب بدائع وغاية البيان لكن في الخانية سوى بين الغني والفقير ثم حكى التفصيل عن بعضهم تأمل (قوله أي إن نوى وقت الشراء الاشتراك صح استحسانا وإلا لا) كذا في بعض النسخ... ولذا قال المصنف بعد قوله استحسانا وذا قبل الشراء أحب. وفي الهداية: والأحسن أن يفعل ذلك قبل الشراء ليكون أبعد عن الخلاف... وفي الخانية: ولو لم ينو عند الشراء ثم أشركهم فقد كرهه أبو حنيفة. أقول: وقدمنا في باب الهدي عن فتح القدير معزوا إلى الأصل والمبسوط: إذا اشترى بدنة لمتعة مثلا ثم أشرك فيها ستة بعدما أوجبها لنفسه خاصة لا يسعه، لأنه لما أوجبها صار الكل واجبا بعضها بإيجاب الشرع وبعضها بإيجابه، فإن فعل فعليه أن يتصدق بالثمن، وإن نوى أن يشرك فيها ستة أجزأته لأنه ما أوجب الكل على نفسه بالشراء، فإن لم يكن له نية عند الشراء ولكن لم يوجبها حتى شرك الستة جاز. والأفضل أن يكون ابتداء الشراء منهم أو من أحدهم بأمر الباقين حتى تثبت الشركة في الابتداء اهـ... (رد المحتار) (٦/ ٣١٧)

(التوكيل صحيح) بالكتاب والسنة، قال تعالى {فابعثوا أحدكم بورقكم} [الكهف: ١٩] «- ووكل - عليه الصلاة والسلام - حكيم بن حزام بشراء أضحية» ، وعليه الإجماع، وهو خاص وعام.(الدر المختار - (٥ / ٥٠٩)

(وحكمه) أي بيع الفضولي لو له مجيز حال وقوعه كما مر (قبول الإجازة) من المالك (إذا كان البائع والمشتري والمبيع قائما) ... (وكذا) يشترط قيام (الثمن) ...وغير العرض ملك للمجيز أمانة في يد الفضولي ملتقى (الدر المختار - (٥ / ١١٣- ١١٤)

حرام کام میں شراکت رکھنے والوں کی کمپنی میں نوکری کا حکم

سوال: میرا ایک دوست سعودیہ میں وہیکل ٹریکنگ کمپنی میں کام کرتا ہے۔ ان کی کمپنی والوں نے اب دوسرا بزنس بھی شروع کردیا ہے جس میں وہ سعودیہ میں جو کانسرٹ (Concerts) وغیرہ ہونا شروع ہوگئے ہیں، اس کے لیے اسٹیج مہیا کرنے کا کام اور اس سے متعلق دیگر

کام جیسے ایوینٹ مینجمنٹ (Event Manegement) کہا جاتا ہے، کر رہے ہیں۔ البتہ اس کام کے لیے وہ الگ کمپنی کھول رہے ہیں، پھر اس کے بعد اس کی رقم بھی علیحدہ ہی ہو گی۔ ان کے سی ای او کا کہنا ہے، کہ ہم الگ کمپنی بھی بنا رہے ہیں اور رقم بھی الگ رکھیں گے، لیکن چوں کہ دونوں کے شراکت دار ایک ہی لوگ ہیں تو آگے جا کر وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک جگہ اگر رقم کی ضرورت ہے تو دوسری کمپنی سے لے لی جائے، یعنی ایونٹ مینجمنٹ کمپنی والے پیسے بھی یہاں آسکتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس صورت حال میں کیا اس کو یہ نوکری جاری رکھنی چاہیے یا ختم کر دینی چاہیے؟ واضح رہے کہ ابھی اس کے پاس کوئی اور نوکری یا اس کے مواقع نہیں ہیں، تو اگر یہاں کام کرنا جائز نہیں ہے تو جب تک دوسرے روزگار کا بندوبست نہ ہو جائے، یہاں کام کرنا جائز ہو گا یا فوراً اس کام کو چھوڑ دینا چاہیے؟

جواب: صورت مسئولہ میں آپ جس کمپنی میں کام کرتے ہیں اس نے اپنے وہیکل ٹریکنگ کے جائز کام کے ساتھ ساتھ دوسرا کاروبار شروع کیا جس میں وہ سعودی عرب میں ہونے والے مختلف قسم کے پروگرام اور تقاریب میں اسٹیج اور پروگرام کی دیگر ضروریات مہیا کریں گے تو اگر کمپنی کو یہ بات پہلے سے معلوم ہے کہ اس تقریب یا محفل میں ناجائز کام مثلاً موسیقی یا رقص وغیرہ ہو گا تو ایسی صورت میں تقریب کے لیے اسٹیج اور دیگر سہولیات فراہم کرنا ناجائز ہو گا کمپنی بھی گناہ گار ہو گی البتہ اس کی اجرت مکروہ ہو گی اور اگر معلوم نہ ہو کہ تقریب میں ناجائز کام ہوں گے تو اسٹیج فراہم کرنا جائز ہو گا اور اجرت بھی حلال ہو گی۔ لہذا کمپنی کا یہ کاروبار بعض صورتوں میں جائز اور بعض میں ناجائز ہو گا اس لئے اس کی آمدنی مکمل حرام نہیں ہو گی نیز آپ کے کام کا تعلق چونکہ دوسری کمپنی کے کاروبار سے نہیں ہے اس لیے اسی کمپنی کے ساتھ منسلک رہ کر آپ کے لیے وہیکل ٹریننگ کا کام کرنا جائز ہے اگر کسی وقت آپ کی کمپنی میں دوسرے کاروبار کے پیسے شامل ہو بھی جائیں تو اس سے آپ کی اجرت میں کوئی خرابی نہیں آئی گی۔ کیونکہ جب تک حرام رقم متعین کر کے نہ دی جائے یا اس پوری رقم کے حرام ہونے کا علم نہ ہو اس وقت تک رقم حرام نہیں ہوتی۔ مذکورہ صورت میں چونکہ کل رقم حرام نہیں بلکہ حلال و مکروہ آمدن سے ملی جلی ہے نیز مکروہ آمدن متعین بھی نہیں اس لیے آپ کے لئے اس مال سے اجرت لینا جائز ہے۔

أقول: وهو خلاف إطلاق المتون وتعليل الشروح بما مر وقال ط: وفيه أنه لا يظهر إلا على قول من قال إن الكفار غير مخاطبين بفروع الشريعة والأصح خطابهم، وعليه فيكون إعانة على المعصية، فلا فرق بين المسلم والكافر في بيع العصير منهما فتدبراه ولا يرد هذا على الإطلاق والتعليل المار (بخلاف بيع أمرد ممن يلوط به وبيع سلاح من أهل الفتنة)؛ لأن المعصية تقوم بعينه... (قوله وحمل خمر ذمي) قال الزيلعي: وهذا عنده وقالا هو مكروه؛ لأنه عليه الصلاة والسلام لعن في الخمر عشرة وعد منها حاملها وله أن الإجارة على الحمل وهو ليس بمعصية، ولا سبب لها وإنما تحصل المعصية بفعل فاعل مختار... وجاز (إجارة بيت بسواد الكوفة) أي: قراها (لا بغيرها على الأصح)... (ليتخذ بيت نار أو كنيسة أو بيعة أو يباع فيه الخمر) وقالا: لا ينبغي ذلك لأنه إعانة على المعصية وبه قالت الثلاثة زيلعي. (ردالمحتار، ٩/٦٤٤)

ومنع بعض الفقهاء البيع إن قصد به أحد المتعاقدين معصيةً، علم الآخر ذلك لكن هناك معنى آخر يقارب معنى الإعانة، وهو التسبب. وهولا يخل عن حرمة وكراهة إذا كان سببا للمعصية... ثم السبب إن كان سببا محركا وداعيا إلى المعيصة، فالتسبب فيه حرام... وإن لم يكن محركا وداعيا، بل موصلا محضا، وهو مع ذلك سبب قريب بحيث لا يحتاج في إقامة المعصية به إلى إحداث صنعة من الفاعل، كبيع السلاح من أهل الفتنة، وبيع الأمرد ممن يعصي به، وإجارة البيت ممن يبيع فيه الخمر، أو يتخذها كنيسة، أو بيت نار وأمثالها، فكله مكروه تحريما بشرط أن يعلم به البائع والآجرمن دون تصريح با للسان. (فقه البيوع، ١/١٨٧)

ختم شد